کلام نبوی ﷺ : کیفیات واحوال کے تناظر میں

خالد ظفر اللہ *

کیفیت قلبی جذبہ واحساس کا نام ہے۔ انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا جو بظاہر خون کی گردش کا فریضہ سرانجام دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جذبات واحساسات ، احساسات وکیفیات ، کیفیات وادراکات کا مرکز اور خیر وشر کا منبع ہے الا وھی القلب۔ (۱) یہ دل کہلاتا ہے۔ دل سے جو بات جس کیفیت کے ساتھ نکلتی ہے ویسا ہی اثر رکھتی ہے۔ از دل خیزد بر دل ریزد۔ ان اندرونی جذبات واحساسات اور کیفیات کو چہرہ ضرور منعکس کرتا ہے۔ کیونکہ چہرہ دل کا آئینہ ہے۔ اگر دل وفور جذبات سے موجزن ہے تو چہرہ خوشی سے کِھل اٹھتا ہے۔ اگر دل کو ٹھیس لگی ہو تو چہرہ مردہ اور آنکھوں سے آنسو بھی ڈھلک رہے ہوتے ہیں۔ اگر قلب وجگر میں غصہ بھڑک رہا ہو تو چہرہ سرخ مزید شدت ہو تو آگ بگولہ اور آنکھیں آتشیں دکھائی دیتی ہیں۔ جذبات امتنان وتشکر یا احساسات غم واندوہ کا غلبہ ہو تو انسان کا اپنے الفاظ پر کنٹرول نہیں رہتا کیونکہ قلب وجگر یا دل و دماغ قابو سے باہر ہو رہے ہوتے ہیں اور وہ ناقابل یقین خوشی کی کیفیت میں کہہ اٹھتا ہے۔ اللھم ! انت عبدی وانا ربک (۲) یا دل کا ٹکڑا چھن جانے پر کہہ اٹھتی ہے۔ الیک عنی (۳) لیکن نبی کریم ﷺ کا ہر کیفیت میں معاملہ اٹل تھا کہ آپ ﷺ کے دھن مبارک سے لسان حال یعنی جذبات کی بولی میں بھی حق ہی ادا ہوتا تھا۔ مایخرج منه الا حق (۴) تاہم آپ ﷺ کے رخ انور سے آپ ﷺ کے رضا وخوشی بھی ظاہر ہوتی تھی جیسا کہ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں وکان رسول ﷺ اذا سُرَّ استنار وجهه حتی کانه قطعة قمر وکنا نعرف ذلک منه (۵) اور کراھت وناپسندیدگی بھی آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے عیاں ہوتی تھی۔ فاذا رای شیا یکرهه عرفناه فی وجهه (۶)۔ دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت بارے گفتگو اگر دلی جذبات سے عاری ہو تو تاثیر سے بھی خالی ہو گی۔ اس لئے ہر کامیاب داعی ومبلغ اور ہر موثر خطیب وواعظ سے بڑھ کر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی گفتگو دلی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی تھی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے آپ ﷺ کے اقوال وافعال واحوال کی حفاظت فرمائی ہے۔ ان کے اسباب ورود کو ریکارڈ کیا ہے۔ ان سب کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی اندرونی کیفیات اور بیرونی احوال بھی ذخیرہ حدیث کا لازمہ بنا دیتے ہیں۔ ان جملہ اہتمامات اور امتیازات کے ساتھ کلام نبوی دنیا کی جملہ نامور شخصیات سے یوں مابہ الامتیاز ہے جیسے زمین سے آسمان ممتاز ہے۔ اس ادعا کی تہہ میں جہاں ٹھوس عقیدگی اور خوش عقیدتگی ہے وہاں اس سے بڑھ کر قطعی دلائل وشواہد موجود ہیں۔ مقالہ ہذا میں ان دلائل وشواہد کی بنیاد پر زیر عنوان "کلام نبوی: کیفیات واحوال کے تناظر میں" ایک تعارفی مطالعہ نظر نواز قارئین ہے۔ معلوم وموجود مقالات وکتب سیرت میں راقم السطور کے ناقص مطالعہ کی حد تک سیرت النبی ﷺ کا اس پہلو سے تفصیلی جائزہ کہیں دستیاب نہیں۔ بعض جگہ پر اشارات یا کسی ایک پہلو کو کسی حد تک زیر قلم لایا گیا ہے مثلاً شمائل ترمذی میں باب صفة مزاح رسول اللہ ﷺ (۷) اور اسی پہلو کو بعض دیگر اہل قلم نے اہم گردانا ہے۔ اندرونی کیفیات کے دیگر کئی ایک پہلوؤں کو زیر مطالعہ نہیں لایا گیا۔ تاہم بدن بولی (Body Language) بارے مقالہ جات موجود ہیں۔ لیکن بدن بولی کا تعلق بیرونی حرکات وسکنات (Outer Expressions) سے ہے۔ جبکہ مقالہ ہذا

* سابق پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج سمندری، فیصل آباد، پاکستان۔

کی بنیاد اندرونی جذبات و احساسات اور کیفیات (Inner Feelings) کے ساتھ احوال یعنی بیرونی طور پر موجود افراد و اشیاء کے وقوع و کردار پر ہے۔ یہ احوال انسان کے لئے کبھی سازگار و خوشگوار اور کبھی جان لیوا حد تک پریشان کن صبر آزما ہوتے ہیں۔ مقالہ ہذا میں کلام نبوی کے صدور کے وقت کیفیات و احوال کا معاملہ کیسا تھا؟ اس سوچ اور اپروچ کے ساتھ یہ سٹڈی کی جارہی ہے۔ امور زندگی یکساں ڈگر پر رواں نہیں رہتے اور معاشرتی زندگی میں وجود انسانی پر پیش آمدہ کیفیات و احوال مختلف ہوتے ہیں اس لئے مواد مقالہ کو اسی تناظر میں تقسیم کیا جارہا ہے۔

۱) کلام نبوی: قلبی خوشی و مسرت کی کیفیات واحوال کے تناظر میں
۲) کلام نبوی: دلی غم واندوہ کی کیفیات واحوال کے تناظر میں
۳) کلام نبوی: جرات واستقامت کی کیفیات واحوال کے تناظر میں
۴) کلام نبوی: ناراضی و ناگواری کی کیفیات واحوال کے تناظر میں
۵) کلام نبوی: جذباتی وغصے کی کیفیات واحوال کے تناظر میں
۶) کلام نبوی: مزاح ولطافت کی کیفیات واحوال کے تناظر میں
۷) کلام نبوی: خشیت الٰہی کی کیفیات واحوال کے تناظر میں

۱) کلام نبوی: قلبی خوشی و مسرت کی کیفیات واحوال کے تناظر میں

انسان کی جب کوئی مرضی پوری ہوتی ہے۔ اس کی چاہت کے مطابق کوئی کام سرانجام پاتا ہے۔ حسب منشا کوئی نتیجہ سامنے آتا ہے تو دل خوشی سے کِھل اٹھتا ہے اسی قلبی مسرت وانبساط کے لمحہ میں انسانی کیفیت خوشی و مسرت کی کیفیت کہلاتی ہے۔ اس گھڑی دل کی ڈھرکن تیز، چہرے پر مسرت کی کرنیں پھوٹ رہی ہوتی ہیں۔ اس جذباتی کیفیت میں بسااوقات انسان کا اپنی زبان اور الفاظ پر بھی کنٹرول نہیں رہتا۔ بے خود سا ہو کر ایسی بات کہہ اٹھتا ہے جو اسے سزاوار نہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اس انتہائی خوشی و مسرت کی کیفیت میں بھی برحق بات کے سوا زبان پر نہیں لاتے تھے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک انتہائی دلی خوشی و مسرت کی کیفیت اور اس پر اظہار کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان فرماتی ہیں۔

"عن عائشه رضى الله عنها، ان رسول الله ﷺ دخل عليها مسرورا تبرق اسارير وجهه، فقال: الم تسمعيى ما قال المد لجيى لزيد واسامة و راى اقدامها ان بعض هذا الاقدام من بعض "(۸)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں بہت ہی خوش خوش داخل ہوئے خوشی اور مسرت سے پیشانی کی لکیریں چمک رہی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، " عائشہ! تم نے سنا نہیں، (مجزز) مدلجی نے زید واسامہ کے صرف قدم دیکھ کر کیا بات کہی؟ اُس نے کہا کہ ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں سے ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔"

اس طرح باپ بیٹے کے نسبی تعلق بارے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوگئیں۔

قبیلہ مضر کے فاقہ مست بد حال لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دی۔ آخر تعاون شروع ہوگیا

عن جرير بن عبد الله قال: ثم ان رجلا من الانصار جاء بصرة من ورق، ثم جاء آخَرُ، ثم تتابعوا حتى عرف السرور فى وجهه ، فقال رسول الله ﷺ : " مَن سن فى الاسلام سنة حسنة ، فعمل بها

بعده، کتب له مثل اجر من عمل بها ، ولا ینقص من اجورهم شئی، ومن سن فی الاسلام سنة سیئة ، فعمل بها بعده، کتب علیه مثل وزر من عمل بها، ولا ینقص من اوزارهم شئی"۔ (۹)

لوگ یکے بعد دیگرے آ رہے تھے اور آپ ﷺ کی دلی خوشی و مسرت کی کیفیت چہرہ انور سے عیاں ہو رہی تھی۔اس قلبی کیف و سرور کی کیفیت میں آپ ﷺ نے فرمایا، "جس نے اسلام میں نیکی کے کام کا آغاز کیا اور بعد میں اس پر عمل کیا گیا تو بعد والوں کے برابر ابتدا کرنے والے کو اجر عطافرمایا جائے گا اور ان کے اجور سے کوئی کمی یا کٹوتی بھی نہیں ہو گی۔ اور اسی طرح جس کسی نے اسلام میں کسی غلط کام کا آغاز کیا جس پر بعد میں بھی عمل کیا گیا تو بعد والے کے عمل کے برابر اس پر بھی بوجھ لکھا جائے گا اور بعد والوں کے بوجھ سے کچھ کمی یا کٹوتی نہ کی جائے گی۔

بھرپور خوشی و مسرت کی کیفیت میں بھی نبی علیہ الصلاۃ والسلام نیکی میں سبقت لیجانے کی فضیلت اور بدی میں آغاز کرنے کے وبال سے بچنے کے اٹل اصول ہی پیش فرماتے ہیں۔ غیر معیاری کوئی بات بھی کسی بھی کیفیت میں آپ ﷺ کے دھن مبارک سے کبھی بھی ادا نہیں ہوئی۔ ذلک فضل الله یوتیه من یشاء ۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بے جا تہمت کے ساتھ بعض لوگوں نے مہینہ بھر ایسی قلبی و ذہنی اذیت میں مبتلا رکھا کہ اس کیفیت کو بذریعہ الفاظ احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ بالآخر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی برات بارے آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ کی دلی خوشی و مسرت بھی یقیناً بیان سے باہر ہو گی۔ عین اس دلی خوشی و مسرت کی کیفیت میں نزول وحی کے معاً بعد آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور یہ کلمہ سب سے پہلے ارشاد فرمایا؛ "یا عائشة! اما الله عزوجل فقد براک " (۱۰) (اے عائشہ ! اللہ نے تمہیں بَری قرار دیا ہے)۔ دلی مسرت عطافرمانے والے رب کی طرف نسبت کرکے بات کا آغاز فرمایا، اور ہر مسلمان کا یہی وطیرہ ہونا چاہیے کہ ہر کیفیت میں اپنے رب کو یاد رکھے۔

۲) کلام نبوی: دلی غم واندوہ کی کیفیات واحوال کے تناظر میں

انسانی زندگی میں ایسے لمحات بھی آن وارد ہوتے ہیں، جن میں کوئی کام منشاء کے خلاف ، کوئی نتیجہ خلاف توقع، کوئی انہونی آفت و مصیبت آن ٹپکتی ہے۔ کوئی انتہائی محبوب شے انسان سے خلاف مرضی چھن جاتی ہے۔ایسی گھڑی میں انسان کی دلی کیفیت غم واندوہ کی کیفیت کہلاتی ہے۔جس میں قلب و جگر ماند پڑ جاتے ہیں۔ دل کی دھڑکن سست اور انسانی ہمت کمزور پڑ جاتی ہے۔ غم واندوہ کے جذبات کی عکاسی چہرے کے قدرے سیاہی مائل تاثرات سے عیاں ہوتی ہے۔ اس کیفیت کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے۔(واذا بشر احدهم بالانثی ظل وجهه مسودا وهو کظیم)(۱۱) (اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری (جو اسے بالکل پسند نہیں) دی جاتی ہے تو اس کا منہ دن بھر کالا رہتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے)۔ بسا اوقات آنسوؤں کی شکل میں غم و آندوہ کی دلی کیفیات آنکھوں سے بہہ پڑتی ہیں۔ یہ کیفیت انسان کے اپنے احساسات وجذبات پر کنٹرول کو بالکل کمزور کر دیتی ہے۔ اس دلی غم کی گھڑی میں زبان سے وہ باتیں جاری ہو جاتی ہیں جو ایک صاحب ایمان وایقان کے لئے سزاوار نہیں ہیں۔ لیکن انتہائی دلی دکھ، حزن وملال اور غم واندوہ کی کیفیت میں بھی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک پر کبھی کوئی بات خلاف شریعت سامنے نہیں آئی۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لخت جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سانسیں اکھڑی ہوئی ہیں۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام دل کے ٹکڑے کو بوسہ دے رہے ہیں عین اسی دلی غم واندوہ کی کیفیت میں باپ بیٹے کی جدائی کی گھڑی آن وارد ہوتی ہے آپ ﷺ کی آنکھوں سے دل کا غم بہہ نکلتا ہے:

فقال له عبد الرحمٰن بن عوف رضی الله عنه: وانت یا رسول الله ؟ فقال: " یابن عوفٍ، انها رحمة ثم اتبعها باخری، فقال رسول الله ﷺ : "ان العین تدمع ، والقلب یحزن، ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراهیم لمحزونون"-(۱۲)

(حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ بول پڑے، اے اللہ کے رسول ! آپ بھی (لوگوں کی طرح آنسوؤں بہا رہے ہیں) ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف ! یہ تو (بے صبری نہیں) رحمت ہے۔ آپ ﷺ پھر آنسو رواں ہوئے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے پر زبان سے ہم کہیں گے وہی جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم ! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں"۔

اسی طرح جب آپ کی لخت جگر حضرت زینبؓ نے اپنے بیٹے کی جان کنی کے وقت ایک شخص کو آپ کی خدمت میں بلا بھیجا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جا کر انہیں بتا دو کہ اللہ ہی کا سب مال ہے جو چاہے لے لے اور جو چاہے دے دے اور اس کی بارگاہ میں ہر چیز کے لئے ایک وقت مقرر ہے پس ان سے کہو کہ صبر کریں اور اس پر صبر ثواب کی نیت سے کریں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن معاذ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی کھڑے ہوئے۔ (ان کے گھر پہنچنے پر) بچہ آپ کو دیا گیا اور اس کی سانس اکھڑ رہی تھی جیسے پرانی مشک کا حال ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

فقال له سعد: یا رسول الله ما هذا ؟ قال: هذا رحمة ، جعلها الله فی قلوب عباده، وانما یرحم الله من عباده الرحماء -(۱۳)

اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! یہ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔

غمزدہ دلی کیفیت میں بھی اللہ کی رحمت کا اقرار اور رحم دلی کی تلقین کی جا رہی ہے۔ کیسی مضبوط شخصیت تھے آپ ﷺ !

ارض شام میں جاری غزوہ موتہ سے آپ کو انتہائی اندوہناک خبر پہنچی کہ آپ کے بہت ہی چہیتے پیارے تین جرنیل یکے بعد دیگرے شہادت پا گئے ہیں۔ زندہ دل نرم دل ہی اس غم کی کیفیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کے مضبوط ایمان پر تا قیامت انسانیت قربان ہوتی رہے پھر بھی حق ادا نہیں ہو گا اس دلی غم واندوہ کی کیفیت جو کہ آپ ﷺ کے رخ انور سے عیاں تھی اور آنکھوں سے جاری آنسوؤں کے ماحول میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

تقول: لما جاءَ قتل ابن حارثه و جعفر بن ابی طالب وعبدالله بن رواحه رضی الله عنهم جلس رسول الله ﷺ یعرف فیه الحزن

جب حضرت زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر آئی رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور آپ کے چہرے سے غم ظاہر ہو رہا تھا)

اسی صدمہ کے حوالے سے ایک آدمی نے آ کر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتوں کے رونے دھونے کی اطلاع دی تو۔۔۔ فامره ان ینهاهن (۱۴) (آپ نے حکم دیا کہ انہیں روک دو۔۔۔) دلی دکھ اور غم کی کیفیت میں بھی

خلاف شریعت رونے دھونے کی خبر ہونے پر اس غلط روش سے روکنے کا حکم ارشاد فرمارہے ہیں اور یہی وہ کمال تھا کہ دلی کیفیت کیسی ہی غمگین کیوں نہ ہو آپ کے دھن مبارک سے ما یخرج منہ الا الحق کی صورت ہی کلام نبوی کا صدور ہوتا تھا۔ لہٰذا اسی گھڑی میں آپ ﷺ جاہلیت کے انداز میں واویلا کرنے کی بجائے صبر کی تلقین ہی فرمایا کرتے تھے۔

۳) کلام بنوی: پریشانی و گھبراہٹ کے ماحول میں جرات و استقامت کی کیفیت میں

انسانی زندگی میں بسا اوقات ایسی گھڑی بھی آجاتی ہے جب دشمن تلوار لئے سر پر کھڑا ہوتا ہے۔ دشمن کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ دلی کیفیت بالکل بے بسی اور مایوسی کی طاری ہو جاتی ہے، عین اس پریشانی و گھبراہٹ کے ماحول میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام جرات و استقامت کا پہاڑ بن کر اس گھڑی کا مقابلہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ غزوہ مریسیع کے دوران آپ کا ایسی وادی سے گذر ہوا جہاں درخت بکثرت تھے آپ نے قیلولہ کا ارادہ فرمایا اور ایک درخت کے نیچے آرام فرمانے کی غرض سے لیٹ گئے اور اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکالی۔ آپ سو رہے تھے کہ ایک دشمن غورث بن حارث کا داؤ چل گیا اور اس نے آپ کی تلوار اپنے ہاتھ میں سونت کر کہا من یمنعک منیّ ؟آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں قلتُ: اللہ، (۱۵) جب موت سامنے نظر آرہی ہو اس گھڑی اس قدر جرات و استقامت اور توکل علی اللہ کے ساتھ جواب دینا صرف اور صرف نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات گرامی ہو سکتی ہے۔

ایک رات مدینہ منورہ بڑا خوف چھا گیا۔ جس آوا کی بناپر یہ خوف طاری ہوا تھا سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سب لوگوں سے پہلے آواز بارے تسلی کرکے واپس آرہے تھے آپ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تھے تلوار آپ کی گردن میں تھی ---وھو یقول : "لم تراعوا لم تراعوا "(۱۶) اور آپ فرمارہے تھے ، "ڈرومت، ڈرومت" ۔ یہ سب سے بہادر انسان کا ہی حوصلہ تھا کہ شدید خوف کے ماحول میں اکیلے تن تنہا سب لوگوں سے آگے بڑھ کر پہلے تسلی کی اور پھر ارشاد فرمایا: "ڈرومت، ڈرومت" اس خوف و ہراس کی کیفیت میں بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے عام لوگوں کے لئے تسلی والے کلمات ہی ادا ہو رہے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں ہی آپ کے دو وصف بیان ہوتے ہیں۔ 'کان النبی ﷺ احسن الناس وأشجع الناس' نبی علیہ الصلاۃ والسلام سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

اگر کسی انسان کا دوسرے انسان پر اس قدر رعب طاری ہو کہ وہ تھر تھر کانپ رہا ہو تو انسان اول میں ایک طرح سے فخر و غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا رویہ ہر کیف و کیفیت میں اللہ کے ایک عاجز بندے کا ہی سامنے آتا ہے۔ ایک دفعہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، بات چیت ہوئی تو آپ کے رعب اور ہیبت سے اس کے مونڈھے کانپنے لگے۔ اس رعب و دبدبہ اور ہیبت و خوف کے ماحول میں آپ نے اس سے کہا: " هون عليك، فاني لست بملك، انما انا ابن امرأة تأكل القديد"۔ (۱۷) گھبراؤ نہیں اطمینان رکھو، میں کوئی بادشاہ نہیں، میں تو ایک (سادہ سی) عورت کا بیٹا ہوں، جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی"۔ جب ایسی کیفیت عام انسان میں فخر و غرور پیدا کرتی ہے اور وہ شیخی اور تعلی پر آجاتا ہے لیکن نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک سے اس کیفیت میں بھی انتہائی عاجزی کے کلمات ادا ہو رہے ہیں۔

۴) کلام نبوی: ناراضگی و ناگواری کی کیفیت و احوال میں

بسا اوقات کسی شخص کے ساتھ دوسرا شخص ایسی بات کرتا ہے جو ناپسند ہوتی ہے۔ اور یہ ناپسندیدہ بات آدمی کی دلی کیفیت میں ناگواری کو جنم دیتی ہے۔ بعض اوقات دوسرے آدمی کا انداز اور رویہ ایسا ہوتا ہے جو ناگواری کا باعث بنتا ہے کبھی کبھار ماحول اس طرح کا سامنے آتا ہے کہ آدمی اس میں ناگواری اور ناراضگی کی کیفیت میں گھر جاتا ہے۔ پھر اس

ناگواری و ناراضگی والی کیفیت اور ماحول میں بات بھی ناگواری کرتا ہے۔ جو صواب سے ہٹ کر غلط، عدل سے ہٹ کر ظلم اور عزت و اکرام سے ہٹ کر ذلت و رسوائی کا موجب ٹھہرتی ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے ناراضگی و ناگواری کی کیفیت میں خلاف صواب، خلاف عدل اور خلاف اکرام و عزت کلام ہر گز صادر نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کے لہجے میں تلخی، انداز میں ناگواری اور بات چیت میں ناراضگی ضرور جھلکتی لیکن عین اس کیفیت میں بھی ظہور پذیر ہونے والا کلام ہمیشہ کلام برحق ہوتا آپ کی ناگواری کی کیفیت کو صحابہ کرام رخ انور سے جانچ لیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قال: کان النبی ﷺ: اشد حیاءً من العذراء فی خدرِها ، فإذا رای شیا یکرهه عرفناه فی وجهه(۱۸)
نبی علیہ الصلاۃ والسلام کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرہ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے قرضے کے بارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے در دولت پر حاضر ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے پوچھا: من هذا؟ قلت: انا انا کانه کرهها(۱۹) (۔۔۔ کون ہیں ؟ میں نے کہا: "میں" نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "میں، میں، جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا"، آپ کے جواب سے ناگواری کا اظہار عیاں ہے۔ کیونکہ اس جواب سے آنے والے کے بارے میں کچھ خبر نہیں کہ کون آیا ہے؟ اس لیے آنے والے کو اپنا نام بتانا چاہیے: جس کی طرف نبی ﷺ نے اس ناگواری کے ذریعہ اظہار فرمایا۔

حضرت ابو درداء بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو منبر پر یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ (ولمن خاف مقام ربه جنتان) (جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیئے دو جنتیں ہیں) (وہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: وان زنی ، وان سرق یا رسول الله ؟ (اے اللہ کے رسول ! اگرچہ اس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو) نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے دوسری بار بھی فرمایا: (ولمن خاف مقام ربه جنتان) (حضرت ابو درداء نے) دوسری بار پھر فرمایا: وان زنی، وان سرق یا رسول الله؟ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے تیسری بار پھر فرمایا: (ولمن خاف مقام ربه جنتان) (حضرت ابو درداء نے) تیسری بار پھر فرمایا: وان زنی، وان سرق یا رسول الله؟ آپ نے فرمایا: "نعم ، وان رغم انف ابی الدردا؟ (۲۰) (ہاں، اگرچہ ابو درداء کی ناک خاک آلودہ ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے الفاظ میں آپ کی ناگواری ظاہر باہر ہے لیکن جو حقیقت ہے اس سے سر مو انحراف کرتے ہوئے کوئی جواب نہیں دے بلکہ بار بار ولمن خاف۔ کا اعلان پر مسرت ہی فرما رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں (حضرت علی اور حضرت فاطمہ) نماز (تہجد) کے لیے جگایا۔ پھر آپ اپنے گھر چلے گئے۔ رات کا کچھ حصہ نماز پڑھی اور ہماری طرف سے کوئی جاگنے کی حرکت نہ سنی۔ دوبارہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں جگایا نیز فرمایا: " دونوں اٹھو اور نماز پڑھو"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اٹھ بیٹھا اور آنکھیں ملتے ہوئے کہا: بلاشبہ اللہ کی قسم! ہم تو وہی نماز پڑھ سکیں گے جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھی ہے، کیونکہ ہماری روحیں تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر وہ چاہے گا کہ ہمیں اٹھائے تو اٹھا دے گا" حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فولی رسول الله ﷺ وهو یقول و یضرب بیده علی فخذه : " ما نصلی الا ما کتب الله لنا کان الا نسان اکثر شئ جدلا"۔ (۲۱)

(اس پر رسول اللہ ﷺ وہاں سے چل دیئے اور آپ فرما رہے تھے ساتھ ہی اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے "کہ

ہم تو وہی نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہمارے مقدر میں لکھی ہے اور انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو ہے۔"

آپ ﷺ کی شدید ناراضگی اور ناگواری آپ کے رویے سے عیاں ہے لیکن اس کے باوجود غصے میں کوئی بددعا نہیں دی۔ مبنی بر حقیقت انسانی نفسیات کا ہی اظہار فرمایا ہے۔

۵) کلام نبوی: جذباتی وغصے کی کیفیات واحوال میں

بسا اوقات خلاف توقع اچانک ایسی بات، ایسا معاملہ، ایسا واقعہ کسی شخص کے سامنے آتا ہے کہ اس شخص کا ردِ عمل میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ ناراضگی کی انتہائی حد کو چھوتے ہوئے وہ شخص آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ دلی کیفیات غصے کی انتہا کو پہنچ رہی ہوتی ہیں غصے کے دلی جذبات کے سبب چہرہ سرخ، آنکھیں لال حتیٰ کہ کانوں کے لوئیں تک متغیر ہو جاتی ہیں۔ اگر اس حد تک غصہ دلانے والا شخص ہو تو آدمی کا جی چاہتا ہے کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں، اس کا نام ونشان مٹا دوں غصے کی اس حد کو پہنچنے والی دلی کیفیت سے ہر انسان کبھی نہ کبھی گزرتا ہے اور اس حالت میں کردہ گفتگو یا حرکات پر بعد ازاں نادم وشرم سار ہوتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ انتہائی غصے کی جذباتی کیفیات وماحول میں بھی قطعاً کوئی ایسا کام نہ فرماتے جو منصب نبوت کے منافی ہو، اسلامی تعلیمات کو بدل دینے والا ہو اللہ کے کردہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے والا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو (جو مسلمان تھیں) منگنی کا پیغام بھیجا۔ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھیے یہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے مسور بن مخرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ پڑھتے سنا پھر آپ نے فرمایا:

اما بعد انکحت ابا العاص بن الربیع حدثنی وصدقنی ، وان فاطمة بضعة منی وانی اکرہ یسؤھا واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ ﷺ و بنت عدواللہ عند رجل واحد"،فترک علی الخطبة(۲۲)

اما بعد! میں نے ابوالعاص ربیع سے (زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) کی شادی کرائی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے۔ اور بلا شبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

اس غصے کی کیفیت وماحول میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

ان بنی ھشام بن المغیرة استاذنوافی ان ینکحوا ابنتھم علی ابن ابی طالبِ ،فلا آذن ، ثم لا آذن ، ثم لا آذن الا ان یرید بن ابی طالب ان یطلق ابنتیی و ینکح ابنتھم، فانما ھی بضعة منی ، یریبنی ما ارابھا ، و یؤذینی ما آذاھا"-(۲۳)

(ابو جہل کے باپ) ہشام بن مطیرہ کی اولاد نے مجھ سے اجازت چاہی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی علی بن ابی طالب سے کر دیں۔ میں اجازت نہیں دیتا، پھر میں اجازت نہیں دیتا، پھر میں اجازت نہین دیتا، اور یہ کہ ابن ابی طالب پسند کرے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ (فاطمہ میری بیٹی) تو میرے جسم کا حصہ ہے (لخت جگر) ہے جو چیز اسے پریشان کرے وہ مجھے پریشان کرتی ہے، اور چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

لیکن اس شدید ناراضگی کے ماحول اور غصے کے جذبات میں یہ حقیقت اپنی جگہ واضح فرمادی:

" وانی لست احرم حلالا واحل حراما، ولکن واللہ الاتجتمع بنت رسول ﷺ وبنت عدد اللہ مکانا واحدا ابدا(۲٤)

میں کسی حلال کام کو حرام قرار نہیں دیتا اور کسی حرام کو حلال نہیں کرتا اور لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ (ایک خاوند کے نکاح اکھٹی نہیں ہوں گی)۔

انتہائی دلی دکھ اور شدید غصہ میں بھی اللہ کے حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں ٹھہرایا لیکن اسلام میں دوسرا نکاح جائز ہونے کے باوجود اجازت نہ دینے کا اس قدر سخت موقف سامنے آنے پر آدمی کو قدرے حیرانی تو ضرور ہوتی ہے اس سخت رویے کی تہہ میں چھپی ہوئی حکمت سامنے آنے پر ساری حیرانی دور ہو جاتی ہے۔آپ نے وہ حکمت اور اس پر خوفناک انجام سے بچنے پر آگاہی یوں بیان فرمائی:"فقال : ان فاطمة منی،وانی اتخوف ان تفتن فی دینها "(۲۵) فاطمہ میری لخت جگر ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اسے دین کے معاملے میں آزمائش میں ڈالا جائے گا۔نبی علیہ السلام کے شدید غصے میں سخت رویے کے پیچھے یہ اندیشہ تھا کہ ہر سوکن کی طرح فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ) بھی اپنی سوکن سے دکھی اور ناراض ہو سکتی ہے اور فاطمہ کا دکھ اور ناراضگی میری لئے بھی باعث دکھ اور ناراضگی ہوگا یہ دکھ یہ غصے کہیں اس سوکن بارے میری زبان سے بد دعا کا سبب نہ ٹھہریں اور یہ بد دعا اس سوکن کی عاقبت کی بربادی کا باعث نہ ٹھہرے لہٰذا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ کسی دوسرے عورت کے سوکن ہونے کی اجازت ہی نہیں دیتا ہوں۔تاکہ اندیشائے انجام بد سے محفوظ رہا جاسکے۔

ایک دفعہ حضرت زبیرؓ سے ایک انصاری کا حرہ میں واقع پانی کی ان گزرگاہوں (برساتی نالیوں) کے بارے میں جھگڑا ہوا جن سے وہ کھجوروں کو سیراب کرتے تھے انصاری کہتا تھا پانی کو کھلا چھوڑ دو وہ آگے کی طرف گزر جائے۔حضرت زبیر نے ان لوگوں کی بات ماننے سے نکار کر دیا وہ لوگ رسول اللہؐ کے پاس جھگڑا لائے رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہا (کو نرمی کی تلقین کرتے ہوئے)ان سے کہا:"تم (جلدی سے اپنے باغ کو) پلا کر پانی اپنے ہمسائے طرف روانہ کر دو"۔انصاری غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس لئے کہ وہ آپ کا پھوپھی زاد ہے(صدمے سے) نبی کریمؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپ نے فرمایا:"یا زبیر اسق ،ثم احبس الماء حتی یرجع الی الجدر "

زبیر! (باغ کو) پانی دو، پھر اتنی دیر پانی کو روکو کہ وہ کھجوروں کے گرد کھودے گڑھے کی منڈیر سے ٹکرانے لگے)۔زبیر رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں یقینا یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آیت (فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا) (۴:النساء:۶۵)(۲۶) (پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ کو اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں)۔برساتی نالیوں کی شکل میں قدرتی طور فصلوں کی سیرابی کا نظام بھی قدرتی سا ہوتا ہے یعنی جدھر سے پانی آرہا ہے وہ لوگ پہلے سیراب کرتے ہیں پھر پانی آگے چھوڑتے ہیں۔رسول اللہ نے ارادہ ہمدردی اپنے پھوپھی زاد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جلدی پانی آگے چھوڑنے کی تلقین کی۔انصاری کے اعتراض نے آپ کو دلی دکھ پہنچایا اور دلی کیفیت غصے کی شدت کو جا پہنچی جس کا اظہار آپ کے رخ انور کے متغیر ہونے سے ہو رہا تھا لیکن اس قدر شدید غصے کے باوجود اصولی بات سے آگے کوئی زیادتی والی بات نبی علیہ الصلوۃ السلام نے ہر گز نہیں کی بلکہ صرف پہلی رعایتی تلقین کی بجائے عین انصاف کی بات ارشاد فرمائی۔خواہ غصہ جس قدر بھی شدید تھا اور یہی آپ کی شان تھی۔

حنین کی لڑائی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض لوگوں کو زیادہ دیا جیسے اقرع

بن جابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیتے اتنے ہی اونٹ عینیہ بن حصین رضی اللہ عنہ کو دیئے اور کئی عرب کے اشراف لوگوں کو اس طرح تقسیم میں زیادہ دیا۔اس پر ایک شخص (معتب بن قشیر منافق) نے کہا اللہ کی قسم !اس تقسیم میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا اور نہ ہی اللہ کی خوشنودی کا خیال ہوا۔حضرت عبداللہ رضی اللہ یہ سن کر کہا اللہ کی قسم !اس کی خبر میں رسول اللہ صلی اللہ و سلم کو ضرور دوں گا۔چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: "فمن يعدل اذا لم يعدل الله و رسوله،رحم الله موسىٰ قد اوذى باكثر من هذا فصبر(۲۷) اگر اللہ اور اس کا رسول بھی عدل نہ کرے تو پھر کون عدل کرے گا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ ان کو لوگوں کے ہاتھ اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن انہوں نے صبر کیا"۔ صحیح بخاری کی دوسری روایت میں آپ کے غصے کا اظہار یوں بیان ہوا ہے:،" فغضب حتى رايت الغضب في وجهه"(۲۸) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا آپ کی دلی کیفیت شدید غصے والی آپ کے چہرہ سے عیاں تھی مختلف روایات غصے کی شدت کا اظہار کر رہی ہیں لیکن اتنی تکلیف دہ بات اور اتنے غصے کے باوجود اس منافق کے لئے کوئی بد دعا نہیں کی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یاد کرکے خود صبر کا گھونٹ پی لیا۔

۶) کلام نبوی: مزاح و لطافت کی کیفیات واحوال کے تناظر میں

انسانی مزاج کی مختلف کیفیات میں ایک خوش دلی اور مزاح کی کیفیت ہے۔جب کوئی خوش کن بات،خوش گوار واقعہ کسی شخص کے سامنے آتا ہے تو دل کھل اٹھا اس دلی خوشی میں دوسروں کو بھی شامل کرنے کو جی چاہتا ہے انسان کوئی ایسی بات یا ایسا انداز اختیار کرتا ہے جس سے دوسرے بھی خوش ہوتے ہیں خوب لطف اندوز ہوتے ہیں یہ مسرت وفرحت کی کیفیت مزاح و لطافت کی کیفیت کہلاتی ہے جس میں انسان کے اپنے لئے دوسروں کے لئے خوشی کا سامان تو ہوتا ہے لیکن دل آزاری اور بے توقیری کا معاملہ نہیں ہوتا دوسرے کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے ذلیل ورسوا کرنا مطلوب نہیں اس انسانی کیفیت سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھی کبھی گزرتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اپنے لئے فرحت و انبساط کے لمحات پیدا کرتے وہاں آپ کے اصحاب خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے،خواہ مرد ہوں یا عورتیں ان کے لئے بھی مسرت اور مزاح کا ماحول مہیا فرما دیتے۔اگرچہ صحابہ کرام کے لئے آپ کا یہ انداز بڑا تعجب خیز سا ہوتا اور وہ پوچھتے : يارسول الله! انک تداعبنا؟ قال :" انى لا اقول الا حقا"۔(۲۹) ہر لمحے،ہر گھڑی اور ہر کیفیت کی طرح مزاح اور مذاق کے وقت بھی آپ کی زبان حق بیان سے حقیقت ہی بیان ہوتی اگرچہ الفاظ اور انداز خوش کن ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو ہمارے لئے جواز فراہم کرتا ہے کہ ایسا مزاح جائز ہے جس میں دوسرے شخص کی توہین نہ ہو دل شکنی نہ ہو بلکہ وہ اس پر خوش ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان النبى ﷺ قال له:"يا ذا الاذنين"!(۳۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا: اے دو کانوں والے! یہ حقیقت بھی ہے اور دل لگی اور مزاح بھی یہ بھی ممکن ہے کہ وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی باتیں بڑے دھیان سے کان لگا کر سنتے ہیں بہر حال یہ انداز نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دلی مزاح کی کیفیت کا آئینہ دار ہے۔حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کو ابو عمیر کہا جاتا تھا۔نبی علیہ الصلوۃ والسلام ان کی نغیر نامی چڑیا تھی جس سے کھیلا کرتے تھے وہ چڑیا مر گئی تو ابو عمیر غمگین تھا۔" فرآه حزينا:فقال : يا ابا عمير !ما فعل النغير؟"۔(۳۱) آپ نے اسے غمزدہ دیکھا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مزاح فرماتے ہوئے کہا: اے ابو عمیر! نغیر کا کیا ہوا؟ اس کو غم کی کیفیت سے نکالنے کے لے مزاحا فرمایا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی تو آپ نے فرمایا: "انى حاملک على ولد ناقة"۔ میں تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا ایک بچہ دیتا ہوں تو اس شخص نے عرض کیا: يا رسول الله ! ما اضع بولد الناقة؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بچے کو لے کر کیا کروں گا؟ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: وهل تلدالابل الا النوق"۔(۳۲) اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو معنی کلام فرما کر مزاح پیدا کر دیا یہ کلام آپ کی دلی مزاح والی کیفیت کا آئینہ دار ضرور ہے لیکن حقیقت حال سے قطعاً بعید نہیں عین حقیقت کے مطابق ہے کیونکہ ہر بڑا اونٹ بھی تو پہلے اونٹنی کا چھوٹا بچہ ہی ہوتا ہے۔

اپنے اصحاب واحباب سے یوں کبھی کبھار پر مزاح گفتگو یا ماحول پیدا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا انتہائی خوشگوار پہلو ہے۔عصر حاضر میں زہد و تقویٰ کے لئے چہرے پر ایک خشک زاہدانہ تیوری چڑھائے رکھنا، خشونت و یبوست اپنے اوپر طاری رکھنا، کبھی ہنس کر کسی سے بات نہ کرنا، کبھی کسی کو خوش کرنے والی بات، کبھی مزاح اور مذاق کو قریب نہ پھٹکنے دینے نیک ہونے کی شرط اولین ٹھہر چکی ہے۔جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مزاح والا کلام بھی ہے خوش کن رویہ بھی۔اپنے دیہاتی عقیدت مند ازہر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام نے پیچھے آکر آنکھوں پر ہاتھ رکھ خوشیوں کی معراج مہیا کی تھی(۳۳)۔

۷) کلام نبوی: خشیت الٰہی کی کیفیات واحوال کے تناظر میں

ایمان مسلم بین الرجاء والخوف گردانا جاتا ہے۔بفحوالے قرآنی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (۳۴) (خشیت الٰہی کے حاملین کو اہل علم شمار کیا گیا ہے) اللہ کا ڈر اور خوف رکھنے والوں کے بارے و العاقبة للمتقين کی نوید پر مسرت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا قلب اطہر رکھتے تھے۔خوف الٰہی سے مملو آپ کی قلبی کیفیت یوں بیان کی گی ہے"۔۔۔۔وهو يصلى ولجوفه ازيز كآزيرالمرجل من البكاء(۳۵) (اللہ کے ڈر اور خوف سے رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔)

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہو گئے،اس نماز میں طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدہ کیا"۔۔۔ثم سجدفلم يكدان يرفع راسه فجعل ينفخ و يبكى (پھر سجدہ کیا تو سر نہیں اٹھا رہے تھے آپ روتے اور آہیں بھرتے رہے"۔۔۔و يقول: " رب الم تعدنى ان لا تعذبهم و انا فيهم، رب الم تعدنى ان لا تعذبهم و هم يستغفرون ، و نحن نستغفرك "(۳۶) (اور فرماتے تھے: اے میرے رب: کیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا کہ جب تک میں ان لوگوں میں موجود ہوں تو انہیں عذاب نہیں دے گا۔اور ہم تجھی سے استغفار کرتے ہیں)۔نبی ﷺ کی قلبی کیفیت واضح ہے کہ خشیت الٰہی طاری ہے۔اللہ کے خوف سے رو رہے ہیں۔اللہ کی پکڑ کا ڈر ہے۔سورج گرہن کائنات کے نظام میں بہت بڑی تبدیلی کا آئینہ دار ہوتا ہے کہیں قیامت ہی قائم نہ ہو جائے۔اس ڈر اور خوف سے اس کیفیت میں عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے اللہ کو وعدہ یاد دلا رہے ہیں۔توبہ استغفار کا اعلان کر رہے ہیں۔ قلبی کیفیت کتنی ڈر اور خوف والی ہے لیکن اپنے سے باتیں مبنی بر حقیقت ہو رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ خشیت الٰہی والا ماحول پیدا کر کے اس میں جو کلام فرمایا عقیدت منداں سیرت النبی ملاحظہ فرمائیں۔حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ نے فجر کی نماز کے بعد ہمیں انتہائی موثر وعظ و نصیحت کی۔۔۔" ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب۔۔۔" (جس سے لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور دل لرز گئے)۔ایک شخص نے کہا: یہ نصیحت ایسی ہے جیسی نصیحت دنیا سے (آخری بار) رخصت ہو کر جانے والے کیا کرتے ہیں، تو اللہ کے رسول !آپ ہمیں کس بات کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: " اوصيكم بتقوى الله، والسمع، و الطاعة۔۔۔۔ میں تم لوگوں کو اللہ سے ڈرتے رہنے، امیر کی بات سننے اور اسے ماننے کی نصیحت کرتا ہوں، اگرچہ تمہارا حاکم اور امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے آئندہ جو زندہ رہے گا وہ (امت کے اندر) بہت سارے اختلافات دیکھے گا تو

تم (باقی رہنے والوں) کو میری وصیت ہے کہ نئے نئے فتنوں اور نئی نئی بدعتوں میں نہ پڑنا، کیونکہ یہ سب گمراہی ہیں۔ چنانچہ تم میں سے جو شخص ان حالات کو پالے تو اسے چاہیے کہ وہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر قائم اور جمارہے" عضوا علیھا بالنواجذ" (۳۷) اور میری اس نصیحت کو اپنے دانتوں کے ذریعے مضبوطی سے دبالے"۔ پورے ماحول پر خشیت الٰہی کی کیفیت طاری ہے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ دل پسیج چکے ہیں۔ ظاہر ہے ماحول پیدا کرنے والے نبی ﷺ کی دلی کیفیت پر سب سے بڑھ کر خوف الٰہی ہوگا لیکن اس ماحول میں جو کلام ارشاد فرمایا، اس میں شخصی کردار کی مضبوطی کے ساتھ اجتماعی اور سیاسی و سماجی ماحول میں انتہائی درست رویہ رکھنے کی تلقین کی۔ یہ آپ کا ہی کمال تھا کہ انتہائی اہم بات کے لئے دلوں کی دنیا انتہائی اعلیٰ سطح پر سننے کے لئے تیار کر لیا۔ اور انسان میں جب خشیت الٰہی چھا جائے تو پھر وہ بلا حیل و حجت ہر بات سننے پر آمادہ اور اسے نبھانے پر کاربند ہو جاتا ہے۔ دل اور دلوں کی جملہ کیفیات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ ان کیفیات میں بندوں کا رخ اپنے رب کی رب طرف موڑنے کے لئیے آپ ﷺ نے اپنا اسوہ حسنہ پیش فرمایا۔ یہ آپ ﷺ کا کمال بھی تھا کہ ہر طرح کی دلی کیفیت میں اپنے رب کو یاد رکھنا اور کلام عین صواب ارشاد فرمانا۔ وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

حوالہ جات و حواشی

(۱) البخاری (دارالسلام الریاض، محرم ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) ص: ۶، ح: ۵۲ (کتاب الایمان، باب فضل من استبراء لدینه

(۲) صحیح مسلم (دارالسلام الریاض، محرم ۱۴۲۰ھ/اپریل ۱۹۹۹ء) ص: ۱۱۵۴، ح: ۶۹۶۰-۷-۲۷۴۷ (کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها)

(۳) صحیح البخاری ص: ۱۰۰، ح: ۱۲۸۳ (کتاب الجنائز، باب زیارة القبور)

(۴) سنن ابی داؤد (دارالسلام الریاض، محرم ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) ص: ۱۴۹۳، ح: ۳۶۴۶ (اول کتاب العلم، باب کتابة العلم

(۵) صحیح البخاری، ص: ۲۸۹، ح: ۳۵۵۶ (کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ)

(۶) صحیح البخاری، ص: ۵۱۵، ح: ۶۱۰۲ (کتاب الادب، باب من لم یواجه الناس بالعتاب)

(۷) شمائل ترمذی، امام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی (ترجمہ، تحقیق و فوائد: حافظ زبیر علی زئی، مکتبہ اسلامیہ لاہور/فیصل آباد اکتوبر ۲۰۱۱ء) ص: ۲۵۲-۲۵۸

(۸) صحیح البخاری، ص: ۲۸۹، ح: ۳۵۵۵ (کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ)

(۹) صحیح مسلم، ص: ۱۱۴۴، ح: ۶۸۰۰-۱۵-۱۰۱۷ (کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سیئة، ومن دعا الی هدی او ضلالة)

(۱۰) صحیح البخاری، ص: ۴۰۰-۴۰۱، ح: ۴۷۵۰ (کتاب التفسیر، باب: لولا اذسمعتوه ظن المؤمنون والمؤمنت بانفسهم خیرا) الی قوله (الکذبون)

(۱۱) النحل: ۵۸

(۱۲) صحیح البخاری، ص: ۱۰۱-۱۰۲، ح: ۱۳۰۳ (کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ " انابک محزونون)

(۱۳) صحیح البخاری، ص: ۶۱۴، ح: ۷۳۷۶ (کتاب التوحید، باب قول الله تبارک وتعالیٰ: (قل ادعوا الله او ادعوا الرحمٰن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنی)

(۱۴) صحیح البخاری، ص: ۳۴۹، ح: ۴۲۶۳ (کتاب المغازی، باب غزوة موته من ارض الشام

(۱۵) صحیح البخاری، ص: ۳۳۹، ح: ۴۱۳۹ (کتاب المغازی، باب غزوة بنی المصطلق من خزاعة وهی غزوة

المریسیع) ، صحیح مسلم، ص: ۱۰۸۲، ح: ۵۹۵۰-۱۳-۸۴۳ (کتاب الفضائل، باب توکله علی الله تعالیٰ، وعصمة الله تعالیٰ له من الناس) ؛ دلائل النبوة و معرفة احوال صاحب الشریعة، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی، (، توثیق وتخریج و تعلیق: الدکتور عبد المعطی قلعجی المکتبہ الاثریۃ لاہور، ؟) ج: ۳، ص: ۳۷۳ (باب عصمة الله عزوجل رسوله عما هم غورث بن الحارث من قتله و کیفیة صلاته فی الخوف)

(۱۶) صحیح البخاری، ص: ۲۳۴، ح: ۲۹۰۸ (کتاب الجهاد، باب الحمائل وتعلیق السیف بالعنق)، صحیح مسلم، ص: ۱۰۸۵، ح: ۶۰۰۶-۴۸-۲۳۰۷ (کتاب الفضائل ، باب شجاعته ﷺ)

(۱۷) سنن ابن ماجه، ص: ۲۶۷۷، ح: ۳۳۱۲ (ابواب الا طعمة باب القدیر)

(۱۸) صحیح البخاری، ص: ۵۱۵، ح: ۶۱۰۲ (کتاب الادب، باب من لم یواجه الناس بلعتاب)

(۱۹) صحیح البخاری، ص: ۵۲۶، ح: ۶۲۵۰ (کتاب الاستئذان، باب: اذا قال: من ذا؟ فقال : انا)

(۲۰) مسند احمد بن حنبل، بیت الافکار الدولیۃ الاردن، ۲۰۰۵، ص: ۶۱۳ (۲/۳۵۷) ح: ۸۶۶۸ (۸۶۸۳)

(۲۱) سنن النسائی، ص: ۲۱۹۵، ح: ۱۶۱۲ (کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب الترغیب فی قیام اللیل)

(۲۲) صحیح البخاری، ص: ۳۰۴، ح: ۳۷۲۹ (کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ذکر اصهار النبی ﷺ، منهم ابو العاص بن الربیع)

(۲۳) الکتب الستۃ: صحیح البخاری، ص: ۴۵۲، ح: ۵۲۳۰ (کتاب النکاح، باب ذب الرجل عن ابنته فی الغیرة والانصاف

(۲۴) صحیح مسلم ، ص: ۱۱۰۸، ح: ۶۳۰۹-۹۵-۲۴۴۹ (کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل فاطمة (بنت النبی ﷺ) رضی الله عنها)

(۲۵) مسلم، ص: ۱۱۰۸، ح: ۶۳۰۹-۹۵-۲۴۴۹ (کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل فاطمة رضی الله عنها)

(۲۶) صحیح مسلم، ص: ۱۰۹۲، ح: ۶۱۱۲-۱۲۹-۲۳۵۷ (کتاب الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ

(۲۷) صحیح البخاری ، ص: ۲۵۴، ح: ۳۱۵۰ (کتاب فرض الخمس ، باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم وغیرهم من الخمس ونحوه)

(۲۸) الکتب الستۃ: صحیح البخاری، ص: ۲۷۷، ح: ۳۴۰۵ (کتاب احادیث الانبیاء)

(۲۹) الکتب الستۃ: صحیح البخاری، ص: ۵۳۰، ح: ۶۲۹۱ (کتاب الاستئذان، باب: اذا کانوا اکثر من ثلاثة فلا باس بالمسارة والمناجاة)

(۳۰) شمائل ترمذی، ص: ۲۵۴، ح: ۲۳۶ (باب صفة مزاح رسول الله ﷺ)

(۳۱) شمائل ترمذی، ص: ۲۵۲، ح: ۲۳۴ (باب صفة مزاح رسول الله ﷺ)

(۳۲) مسند احمد، ص: ۸۳۵ (۳/۱۱۵)، ح: ۱۲۱۶۱ (۱۲۱۳۷) (مسند انس بن مالک)

(۳۳) الکتب الستۃ: سنن ابی داؤد، ص: ۱۵۸۹، ح: ۴۹۹۸ (باب ما جاء فی المزاح)

(۳۴) مصابیح السنة، ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی، (المکتبہ الاثریۃ لاہور، تحقیق: الدکتور یوسف عبدالرحمٰن المرعشلی، محمد سلیم ابراهیم سمارة وجمال حمدی الذهبی) ج: ۳ص: ۳۳۶ (کتاب الادب، باب المزاح)

(۳۵) قرآن مجید: (۳۵: فاطر: ۲۸)

(۳۶) شمائل ترمذی، ص: ۳۲۹، ح: ۳۲۱ (باب بکاء رسول الله ﷺ

(۳۷) شمائل ترمذی، ص: ۳۳۰-۳۳۱، ح: ۳۲۳ (باب بکاء رسول الله ﷺ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆